سوال

(140) مسئلہ سورۃ فاتحہ خلف الامام

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی ۔ کیا امام کی اقتداء میں سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھنی چاہیے یا تیسری اور چوتھی رکعت میں پڑھنی چاہیے ۔ جبکہ امام صاحب سورۃ فاتحہ خاموشی سے پڑھتے ہیں ۔ قرآن وسنت کی روشنی میں ذرا تفصیل کے ساتھ جواب دیں تاکہ کوئی ابہام باقی نہ رہے ۔ (ایک سائل)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی چاہے امام ہو یا منفرد دو مقتدی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"لاصَلاۃَلِمَن لَم یَقرَأ بِفَاتِحَۃِ الکِتَابِ"

اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے ۔ (صحیح بخاری :756 و صحیح مسلم :394)

اس حدیث کے راوی عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحہ خلف الامام کے قائل وفاعل تھے ۔ دیکھئے کتاب القرآءت للبیہقی (ص59ح133، واسنادہ صحیح)

شارحین حدیث نے بھی اس حدیث سے وجوب (یعنی فرضیت) فاتحہ خلف الامام پر استدلال کیا ہے مثلاً اعلام الحدیث فی شرح صحیح بخاری للخطابی (1/500)

علامہ محمود العینی الحنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں ۔

"استدل بہذا الحدیث عبداللہ بن المبارک والأوزاعی ومالک والشافعی وأحمد وإسحاق وأبو ثور وداود علی وجوب قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام فی جمیع الصلوات"

"عبداللہ بن مبارک ، اوزاعی رحمة اللہ علیہ ، مالک (ایک قول میں) شافعی رحمة اللہ علیہ واحمد رحمة اللہ علیہ اسحاق رحمة اللہ علیہ ، ابو ثور اور داؤد رحمة اللہ علیہ (ظاہری) نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ تمام نمازوں میں فاتحہ خلف الامام واجب (فرض) ہے ۔ (عمدۃ القاری ج6ص10)

اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کےلیے امام عبدالرحمن مبارکپوری رحمة اللہ علیہ کی کتاب تحقیق الکلام کا مطالعہ کریں ۔ نیز راقم الحروف کی مختصر کتاب "الکواکب الدریہ فی وجوب الفاتحہ

خلف الامام فی الجہریہ" بھی اس مسئلے پر چھپ چکی ہے۔

سوال کی مناسبت سے فاتحہ خلف الامام کے چند خاص اور مختصر دلائل پیش خدمت ہیں۔

1۔ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقتدیوں کو فرمایا: اور تم میں سے ہر شخص سورۃ فاتحہ اپنے دل میں پڑھے۔ (جزء القراءت للبخاری: 255 وسندہ صحیح)

2۔ حدیث رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو حدیث سابق کا ہے) جزء القراۃ للبخاری (ح 61 ومسند احمد (81، 5/60، 4/236، 410)

اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے صحیح کہا ہے۔ (معرفۃ السنن والآثار 2/54 ح 921 والکواکب الدریہ ص 48)

3۔ حدیث نافع بن محمود عن عبادہ

اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہری نماز میں قرآءت کرنے والے مقتدیوں کو فرمایا:

جب میں جہر کے ساتھ قرآءت کر رہا ہوں تو تم میں سے کوئی شخص بھی سورۃ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھے۔ (سنن نسائی ج 2 ص 141 ح 921)

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (کتاب القرآءت للبیہقی ص 64 وقال: ھذا اسناد صحیح ورواتہ ثقات)

اسے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن اور الضیاء المقدسی (8/346، 347 ح 421) نے صحیح قرار دیا ہے۔

اس کے راوی نافع بن محمود جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

دیکھئے الکواکب (ص 53، 54) انھیں خواہ مخواہ مجہول کہہ کر اس صحیح حدیث کو رد کرنا، بعد از اتمام حجت انتہائی ناپسندیدہ حرکت ہے۔

4۔ حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ۔ (جزء القرآءت للبخاری ص 17، 18، رقم: 263 ونصر الباری ص 112)

اس کی سند جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے۔ (مجموع الفتاوی ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ج 18 ص 8، الترغیب والترہیب ج 4 ص 576)

5۔ حدیث مکحول رحمۃ اللہ علیہ عن محمود بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ عن عبادہ کتاب القرآءت للبیہقی رحمۃ اللہ علیہ (ص 48، وفی نسخۃ 64)

6۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہری وسری نماز میں فاتحہ خلف الامام کا حکم دیتے تھے۔

(المستدرک للحاکم ج 1 ص 239 وصححہ الذہبی السنن الکبری للبیہقی ج 2 ص 167)

اسے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے (1/317 ح 1197 ح 1198) بھی صحیح کہا ہے۔

7۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہری (وسری) نماز میں فاتحہ خلف الامام کا حکم دیتے تھے۔

(مسند الحمیدی:980و صحیح ابی عوانہ ج2ص38دوسرا نسخہ ج1ص357واصلہ فی صحیح مسلم)

8۔سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحہ خلف الامام کا حکم دیتے تھے۔

(جزء القراء للبخاری ص30،31،ح57نصر الباری ص162،163ح105)

اس کی سند حسن ہے۔(آثار السنن ص172تحت حدیث:358للنیموی التقلیدی)

9۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحہ خلف الامام کا حکم دیتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبہ 1/374)

امام بیہقی نے کہا:

"ہذا اِسناد صحیح لا غبار علیہ"(کتاب القرآءت ص198)

10۔عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

بعض لوگ فاتحہ خلف الامام کے خلاف بعض ایسے دلائل پیش کرتے ہیں جن میں فاتحہ کا ذکر نہیں اور نہ وہ اس مسئلے میں نص صریح ہیں بلکہ خود ان کا بھی دلائل پر عمل نہیں ہے۔مثلاً اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب سے پوچھا گیا کہ:

"بسا اوقات اسی جگہ جمعہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا(ہے ازناقل)جہاں جمعہ کی اکثر شرائط(جو حنفیہ کے ہاں ضروری ہیں)مفقود ہوتیں"تو انھوں نے جواب دیا۔

"ایسے موقعہ پر فاتحہ خلف الامام پڑھ لینا چاہیے تاکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی بناء پر نماز ہو جائے۔"(تجلیات رحمانی 233از قاری سعید الرحمٰن دیوبندی)

یہاں پر انھوں نے حنفی مذہب چھوڑ کر تلفیق بین المذاہب کا ارتکاب کیا اور پھر "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ" "الخ" "واذا قرأ فانصتوا" کو بھول کر جہری نماز میں فاتحہ کے قائل ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حالانکہ حق یہی ہے کہ اس آیت کریمہ وحدیث پاک و دیگر دلائل کا تعلق فاتحہ خلف الامام سے نہیں ہے بلکہ ممانعت کلام یا ماعدا الفاتحہ وغیرہما پر محمول ہے۔(شہادت،جولائی 1999ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ

جلد1۔کتاب الصلاۃ۔صفحہ320

محدث فتویٰ